کیتھولک آرچ ڈایوسس کی پنجابی برادری

[وطن عزیز کی مسیحی آبادی، اگرچہ، ایک مختصر سی اقلیت ہے، مگر مختلف مذہبی، نسلی، لسانی اور معاشرتی پس منظر رکھنے والوں کی وجہ سے اپنے اندر خاصا تنوع رکھتی ہے۔ مسیحی آبادی میں بڑا حصہ پنجابی بولنے والوں کا ہے، اور ان میں دوسرے پنجابی گروہوں کی طرح خوب سے خوب تر کی تلاش میں نقل مکانی کا خاصا رجحان پایا جاتا ہے۔ کراچی میں مسیحی آبادی جو قیام پاکستان کے وقت گوا سے آنے والوں، انیگلو انڈین طبقے یا سندھ اور بالخصوص کراچی سے تعلق رکھنے والوں پر مشتمل تھی، آج اس میں عددی طور پر پنجابیوں کا پلہ بھاری ہو گیا ہے۔ ''کراچی ڈایوسس میں پنجابی برادری'' کے زیر عنوان جناب پطرس انتھونی کا ایک مضمون ہفت روزہ ''کرسچن وائس'' (کراچی) میں شائع ہوا ہے۔ معاصر مذکور اور مضمون نگار کے شکریے کے ساتھ اس کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

مدیر]

آج کراچی ڈایوسس میں کراچی کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلے ہوئے اٹھارہ پیرشوں اور ملحقہ کوئٹری، الاڑکانہ اور خضدار کو جب کوئی دیکھتا ہے تو اسے گزشتہ پچاس برسوں میں بے پناہ کیتھولک ترقی دکھائی دیتی ہے۔ کیتھولک مسیحی آبادی کی متعدد برادریوں میں پنجابی کیتھولک سب سے بڑی برادری ہیں۔

۱۹۳۳ء میں فادر گدی نے پنجاب کے خاکروبوں میں تبدیلی مذہب کی تحریک شروع کی تھی۔ پہلے گروپ کو سینٹ پیٹرکس چرچ میں بپتسمہ دیا گیا۔ یہ گروپ بتدریج بڑھتا رہا، حتیٰ کہ جب ۱۹۳۵ء میں فرانسسکن پادریوں نے مشن کا چارج سنبھالا تو کراچی اور اس کے گردونواح میں کوئی ایک ہزار کیتھولک تھے۔ ان میں سے زیادہ تر لیاری کے مذبح کے کوارٹروں میں رہتے تھے۔ اگر

پنجابیوں میں تبدیلی مذہب کی تحریک نہ شروع کی گئی ہوتی تو کیتھولک مسیحیوں کی تعداد آج بہت ہی کم ہوتی۔ فادر گدی کے ہمراہ مدر بریجٹ سیقیورا تھیں جنہوں نے بغدادی کے علاقے میں پہلا اردو سکول شروع کیا تھا۔ بغدادی کے علاقے میں غریب مسیحیوں میں کام کرنے کی بدولت مدر سیقیورا کو کراچی میونسپل کارپوریشن میں نمائندگی دی گئی تھی۔

جس پہلے مبشر پادری نے پنجابیوں میں کام کا آغاز کیا، وہ فرانسسکن پادری فادر تو بیاس لیٹانن تھے جن کی زبانیں سیکھنے کی صلاحیت، پرمحبت انداز، اور اس سے بڑھ کر ان کی پرمحبت بھوک نے انہیں پنجابی پاریوں میں اتنا ہردلعزیز بنا دیا تھا کہ انہیں وہ کبھی نہیں بھول سکتے۔ وہ پنجابیوں میں تبشیری کام کے لیے بغدادی اور مدنج (لیاری) جایا کرتے تھے۔

۱۹۳۶ء میں سینٹ فرانسس چرچ اور اس کے ساتھ ایک پرنٹنگ پریس، سینٹ الزبتھ یتیم خانہ اور پاسٹر کی رہائش گاہ تعمیر کی گئی۔

دوسرے مبشر پادری فادر پیٹرسن، بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ذہین آدمی تھے، ہمیشہ کسی ایک خاندان کے ساتھ نواحی بستیوں میں رہتے تھے۔ وہ کوئی درجن بھر زبانیں جانتے تھے، بعد ازاں بائبل کے تراجم اور کیتھولک آداب عبادت کے مبشرانہ کام میں ایک قیمتی اثاثہ ثابت ہوئے۔ انہوں نے متعدد گیت نظم کیے، اور چرچ میں اپنے لیے ایک اعلیٰ مقام بنایا۔ ایک دوسرے مبشر جنہوں نے ابتدائی دور میں پنجابیوں کی مدد کی، سیلیسیس لیمنز تھے۔

ان مبشرین کو، چوں کہ کراچی آرچ ڈایوسس میں پنجابیوں کے درمیان کام کرنے کے لیے اساتذہ اور دینی معلمین کی ضرورت تھی، اس لیے پنجاب سے کچھ اساتذہ اور دینی معلمین بلائے گئے۔ آنے والوں میں جناب جناب برونو لکاس، جناب ایم-جی-اندریاس، جناب ایم-ایم-آر چوہان، جناب اے-ڈی-جوزف اور جناب سیموئیل عزیز شامل تھے اور تعلیم عام کرنے میں انہوں نے حیران کن کام کیا۔ جناب ایم-جی-اندریاس سینٹ پال انگلش سکول قائم کرنے

والے پہلے فرد تھے۔

اسی اثناء میں پنجابی، جو پنجاب میں کھیتی باڑی کرتے تھے، کراچی منتقل ہونے لگے اور کسی ایک جگہ کے بجائے مختلف جگہوں میں سکونت اختیار کرنے لگے۔ وہ اپنے کام چھوڑ کر آئے تھے اور کراچی میں کچھ کمانے کے آرزومند تھے۔ چوں کہ ان میں سے زیادہ تر ان پڑھ تھے، انہوں نے باورچیوں، بوجھ اٹھانے والوں، مزدوروں اور خاکروبوں کا کام اپنا لیا۔ یہ لوگ زیادہ تر سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گورداسپور اور جالندھر سے آئے تھے۔ جو لوگ سیالکوٹ سے آئے تھے وہ زیادہ تر رائل ایرفورس کے علاقے ڈرگ روڈ اور ماری پور میں بس گئے اور رائل ایرفورس کے افسران کا کام کرتے تھے۔ جو لوگ دوسرے اضلاع سے آئے، وہ گورا قبرستان اور دوسری بستیوں میں آباد ہوئے۔ بعد میں لاہور، فیصل آباد، ساہیوال، ملتان، راولپنڈی، حتیٰ کہ کوئٹہ سے آنے والے بھی ان میں شامل ہو گئے۔

اتنی بڑی تعداد میں پنجابی کیتھولک مسیحیوں کو جذب کرنے اور ان کی مذہبی پیاس بجھانے کے لیے پیرش بڑھنے لگے۔ پاکستان کیتھولک یونین قائم کی گئی جس نے مذہبی تعلیم عام کرنے کی کوشش کی۔ کرسمس اور ایسٹر کے موقعوں پر سینٹ پیٹرک سکول کے میدان میں میلوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

جس زمانے میں کراچی ایرپورٹ تعمیر ہوا، اس سے کچھ ہی پہلے رائل ایرفورس کا ایک حصہ وہاں تعینات کیا گیا تھا، اور ایک کینٹونمنٹ بن گیا تھا، اتوار کو ماس کا اہتمام گریزن سکول میں ہوتا تھا۔ اسی اثناء میں ملازمین اور ان کے متعلقین کے لیے مکانات تعمیر ہو گئے۔ ان لوگوں میں بہت سے پنجابی تھے جو ۴۴-۱۹۴۳ء کی تبدیلی مذہب تحریک میں حلقہ مسیحیت میں آئے تھے۔ ان کی روحانی ضرورتوں کے لیے ایک محلے میں مکانات کرائے پر حاصل کیے گئے اور سینٹ جان گرجا بنا دیا گیا۔ سینٹ جان سکول جناب ایس - ایف - پیٹر اور ان کی اہلیہ نے تھوڑے سے طلبہ و طالبات

کے ساتھ شروع کیا تھا۔ ڈرگ روڈ از حد تیزی سے پھیل رہا تھا۔

۱۹۶۱ء میں فادر ایجیڈ وٹرینڈ اڈ نے غریبوں کے لیے سینٹ پال اردو اسکول کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد سے یہ سکول فادر تھامس گلفام کی پرنسپلی میں چل رہا ہے۔ کیتھولک ریلیف سروس نے بھی ابتدائی دور میں غریب کیتھولک آبادی میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ جناب ایم - ایم - بخش غریب کیتھولک آبادی میں ریلیف کی اشیاء تقسیم کرنے کے ذمہ دار تھے۔

اب تعلیم بڑھ جانے سے پنجابی برادری کے ادبی ذوق میں کچھ تبدیلی آئی ہے۔ کیتھولک ''تنظیم المصنفین پاکستان'' بنائی گئی جس کے بانی ارکان میں ایم - سی - اندریاس، ایم - ایم - آر چوہان، اے - ڈی - جوزف، جی - ایم فیلکس قیصر امرتسری اور عزیز گبرائیل شامل ہیں۔ اس تنظیم نے ادیبوں، شاعروں اور مترجموں کو آگے بڑھانے کے لیے حیرت انگیز کام کیا ہے، اور مختلف کتابوں کی تعارفی تقریبوں کا اہتمام کیا ہے۔

دینی معلموں نے بھی پادریوں اور عام مسیحی آبادی کے درمیان رابطہ مستحکم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے جو پیرشوں کی روحانی زندگی کی ضرورتوں کے ذمہ دار بھی ہیں۔ چند ناموں کا ذکر ضروری ہے، ماسٹر یوسف نے بیس سال سینٹ پیٹرک پیرش میں کام کیا۔ ماسٹر جوزف نیاز اور ماسٹر ایس - ایف پیٹر نے بھی سینٹ جانز پیرش ڈرگ روڈ میں خدمت انجام دی، گو ان کے ساتھ وہاں بہت سے دوسرے لوگ بھی تھے، جنہوں نے انہی جیسی خدمات انجام دی ہیں۔ آج کل جو دینی معلمین کام کر رہے ہیں، ان میں نذیر مائیکل، ماسٹر گبرائیل گے جو، ماسٹر یعقوب اور ماسٹر چارلس دیوان کے نام قابل ذکر ہیں۔

۱۹۷۰ء تک باہر سے نقل مکانی کر کے آنے والوں کی آمد تقریباً ختم ہوگئی۔ لوگوں نے کام کاج کے لیے مشرق وسطی جانا شروع کر دیا، جیسے آج کل جا رہے ہیں۔ انہوں نے بہت کچھ سیکھ لیا تھا اور کاریگر کے طور پر کام کر سکتے تھے۔ مشرق وسطی میں جانے سے ان کی مالی حیثیت بہتر ہوگئی

ہے۔

اسی دور میں فادر گیری ڈی سوزا نے، ماڑی پور میں پنجابی کیتھولک مسیحیوں کے درمیان کام کرتے ہوئے پاکستان ایرفورس کے علاقے میں کچھ زمین خریدی جسے بعد میں ''فادر کالونی'' کا نام دیا گیا۔ گزشتہ پچاس برسوں میں کراچی آرچ ڈایوسس پھیل گیا ہے۔ کیتھولک ڈائریکٹری ۱۹۹۸ء کے مطابق آرچ ڈایوسس میں ۱۸ پیرش، ۹۲ تعلیمی ادارے اور ۲۱ خیراتی و سماجی ادارے ہیں۔ ڈایوسس میں ایک بہت بڑی تبدیلی ہو چکی ہے۔ آج کیتھولک پنجابی نسبتاً پہلے سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں، مذہبی طور پر پہلے سے زیادہ بیدار ہیں، اور سماجی اور اقتصادی میدانوں میں بہتر ہیں۔ پہلا پنجابی کیتھولک جس نے ایم۔ بی۔ اے کیا ہے، وہ جارج بوٹا (اعظم بستی، سینٹ پال پیرش) ہے۔ آج بہت سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں سینٹ پیٹرک اور نائرے ڈیم ٹریننگ کالجوں اور یونیورسٹی میں تربیت اساتذہ حاصل کر رہے ہیں۔ جناب ایس۔ ایف انور، جناب گلفام آگسٹائن اور جناب پطرس انتھونی پہلے ہی گزشتہ ۳۲-۳۳ برس سے تدریس کے پیشے میں ہیں۔ جناب عمانویل ولیم (سابق پرنسپل سینٹ زیویر سکول قیوم آباد) نے کیتھولک بورڈ آف ایجوکیشن۔ کراچی میں رابطہ کار اور انسپکٹر آف سکولز کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

پنجابی کیتھولک مسیحیوں نے ٹیلی وژن اور اسٹیج پر ڈرامے کو فروغ دے کر ثقافتی سرگرمیوں میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ قابل ذکر ناموں میں جناب پطرس انتھونی، جناب مائیکل انتھونی، جناب جی۔ ایم۔ فیلکس، جناب عمانویل نیون، جناب حمید ہنری اور جناب عزیز گبرائیل شامل ہیں۔ جی۔ ایم۔ فیلکس نے کراچی یونیورسٹی سے صحافت میں سونے کا تمغہ حاصل کیا ہے۔ جناب پطرس انتھونی کراچی ٹیلی وژن کے معروف ڈرامہ نگار ہیں۔ حمید ہنری مصنف اور متعدد کتابوں کے مترجم ہیں۔ جناب عمانویل نیو عام مسیحی لوگوں میں سے پہلے پنجابی ہیں جو ''کیٹی کیٹیکل سنٹر کراچی'' کے ڈائریکٹر بنے ہیں، اور بطور صحافی مسیحی پریس کے لیے انہوں نے بہت کام کیا ہے۔

بہت سے پنجابی کیتھولک مسیحیوں نے کونسلروں کی حیثیت سے اپنی برادری کی خدمت کی ہے،اور بہت سے اب بھی کر رہے ہیں۔ ہماری سیاسی آواز بھی سندھ اسمبلی میں تھی۔ مائیکل جاوید چار بار سندھ اسمبلی کے رکن چنے گئے ہیں۔وہ سندھ اسمبلی میں مقامی حکومت اور محنت کی مجلس قائمہ کے سربراہ تھے۔وہ ''پاکستان مینارٹی فرنٹ'' کے بانی بھی ہیں۔

آرچ ڈایوسس میں مذہبی مردوں اور خواتین کی بڑھتی ہوئی تعداد پیرش میں رہنے والوں کی روحانی ضرورتیں پوری کر رہی ہے جب کہ خیراتی اور سماجی ادارے برادری کی سماجی ضرورتوں اور خیراتی کام کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔کئی نئے پیرش قائم ہو گئے ہیں۔جیسے ۱۹۹۳ء میں سینٹ جیمس پیرش کورنگی بنا، اور ۱۹۹۰ء میں سینٹ تھامس پیرش ملیر اور سینٹ تھامس پیرش خضدار وجود میں آئے۔اس وقت مندرجہ ذیل پنجابی پادری مختلف پیرشوں میں کام کر رہے ہیں۔

فادر تھامس گلفام، فادر پیٹر جان، فادر جوزف پیٹر، فادر نذر نواب، فادر صالح ڈیگو، فادر ارتھر چارلس، فادر طارق رحمت اور فادر بنجمین۔آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا پیرش سینٹ پال پیرش محمود آباد ہے جس میں چھ ہزار خاندان ہیں اور نو عبادت کی جگہیں ہیں۔بعض پیرشوں میں دو ہزار سے زیادہ خاندان ہیں۔

پنجابی کیتھولک پیشے کے لحاظ سے اساتذہ،کلرکوں، نرسوں، دستکاروں،کمپیوٹر ماہرین اور منتظمین دفاتر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔بعض کے اپنے کاروبار بھی ہیں۔اب وہ اپنی مذہبی بیداری میں خاصے منظم ہیں۔نوجوانوں کے گروپوں اور سرود خوانوں کی ٹیم میں اپنی صلاحیتوں کا قابل تعریف استعمال کر رہے ہیں۔لوگ پہلے اور آج کے وقت میں فرق محسوس کرتے ہیں۔اب پیرشوں کے علاقے زیادہ وسیع ہیں،آبادیاں بڑی ہیں اور پادری بہت کم۔اس سے پادریوں کا کام ناممکن ہو کر رہ گیا ہے،اس لیے مزید پادریوں کی ضرورت ہے،تاکہ پادری ہر خاندان کے ہاں آجا سکے اور ہر خاندان سے بہتر طور پر واقف ہو۔